غریب الحدیث اور فہم حدیث میں اس کی اہمیت

محمد ہمایوں عباس شمس*

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا کوئی بشر تصور بھی نہیں کرسکتا یہ کمالات ہمہ جہت ہیں کسی خاص پہلو یا نقطہ نگاہ کے اعتبار سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی گفتگو، حرکات وسکنات، نینداور بیداری بھی اس کمال کی ہے کہ انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کے ارشادات کا اہل علم نے ادبی جائزہ بھی لیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہ اہل ادب کے لیے بھی رہنما ورہبر ہیں۔ کیوں نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

أنا أفصح العرب، بيد أني من قريش ونشأ ت في بني سعد(۱)

یہ ارشاد بھی آپ کے کلام کی عظمت کو بیان کرتا ہے۔

أوتيت جوامع الكلم(۲)

اس کلام مبارک کی خوبیاں جاحظ نے انتہائی خوبصورت انداز میں بیان کی ہیں۔ کلام کے زور بیان کا تقاضا ہے کہ عربی عبارت بغیر ترجمہ کے پڑھی جائے:

هوالكلام الذى قلّ عدد حروفه، وكثر عدد معانيه وجلّ عن الصنعة، ونزه عن التكلف... واستعمل المبسوط فى موضع البسط، والمقصور فى موضع القصر، وهجر الغريب الوحشى، ورغب عن الهجين السوقى فلم ينطق إلا عن ميراث حكمة، ولم يتكلم الابكلام قد حف بالعصمة، وشد بالتأييد، ويسر بالتوفيق، وهذا الكلام الذى القى الله المحبة عليه وغشاه بالقبول، وجمع بين المهابة والحلاوة ، وبين حسن الافهام وقلة عدد الكلام مع استغنائه عن إعادته، وقلة حاجة السامع الى معاودته، لم تسقط له كلمة، ولا زلت له قدم، ولا بارت له حجة، ولم يقم له خصم، ولاأفحمه خطيب ، بل يبذ الخطب الطوال بالكلام القصير، ولا يلتمس إسكات الخصم إلا بما يعرفه الخصم ، ولا يحتج إلا بالصدق، ولايطلب الفلج (الظفر) الابالحق، ولايستعين بالخلابة،

* ایسوسی ایٹ پروفیسر/چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان

ولا يستعمل المواربة، ولا يهمز ولا يلمز، ولا يبطئ، ولا يعجل، ولا يسهب ولا يحصر، ثم لم يسمع الناس بكلام قط أعم نفعا، ولا أصدق لفظا، ولا أعدل وزنا، ولا أجمل مذهبا، ولا أكرم مطلبا، ولا أحسن موقعا، ولا أسهل مخرجا، ولا أفصح عن معناه، ولا أبين في فحواه من كلامه ﷺ كثيرا (۳)

آپ ﷺ کے کلام کے فہم کے لیے کئی علوم وجود میں آئے ان میں سے ایک غریب الحدیث ہے۔غریب کی تعریف کرتے ہوئے اہل لغت نے لکھا:

الغريب من الكلام هو الغامض البعيد من الفهم كالغريب من الناس (۴)

غریب وہ پیچیدہ کلام ہے جو فہم سے بعید ہو، جیسے کہ مسافر لوگوں سے دور ہوتا ہے۔

یہ غموض دو وجہ سے ہوتا ہے۔

(۱) أن يراد به بعيد المعنى غامضه، لا يتناوله الفهم إلا عن بعد، ومعاناة فكر

غموض کی ایک وجہ کلام کا بعید المعنیٰ ہونا ہے فہم اسے بآسانی اور جلد قبول نہیں کرتا فکر و تامل کے بغیر سمجھ میں نہیں آتی۔

(۲) أن يراد به كلام من بعدت به الدار ونأى به المحل من شواذ قبائل العرب فاذا وقعت إلينا الكلمة من لغاتهم استغربناها وانما هي كلام القوم وبيانهم (۵)

ایسا کلام جو (عرب کے) محل و مقام سے دور قبائل عرب کے شاذ کلمات میں سے ہو جب ہمیں ایسے کلمہ سے واسطہ پڑتا ہے تو ہمیں اجنبیت محسوس ہوتی ہے یہ صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ایک دور دراز قوم کا کلام اور بیان ہے۔

اسی حوالے سے محمد بن عبدالجبار السمعانی لکھتے ہیں کہ احادیث دو طرح کی ہیں:

(ا) واضح، جلی   (ب) غامض، خفی

وہ غموض کے دو پہلوؤں کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

أحدهما أن يكون غموضه لغرابة في اللفظ، والآخر أن يكون غموضه لغرابة في المعنى ۔ والغرابة في اللفظ تختص باللغة، وتحتاج إلى البيان من جهة أهل العربية، إذ ليس في بداهة العقول، و مستنبطات العلوم سبيل إلى معرفتها والوقوف على ما بينها، لأنها علم سمعي لا يعرف إلا بالنقل عن أهله، والرواية عن أئمته

وأما الغرابة من جهة المعنى فإنها۔ وإن كان ينتمي بعضها إلى اللفظ بسلوك صيغة الإيجاز ، واستعمال المستعار والمجاز ، فإن أكثرها يعرف بالعقول السليمة، والفهوم الغزيرة القويمة وأحق الوجهين بصرف العناية إلى التصنيف فيه مالا يعرف إلا بالنقل والتعليم، ولهذا اشتغل المتقدمون به، وقدموه على غيره۔(۶)

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے غموض اہل زبان کے ذریعہ دور ہوگا یا تعلیم وتعلم سے ۔ڈاکٹر محمد ابواللیث الخیر آبادی کے یہ الفاظ غریب الحدیث کے مفہوم اور اہمیت کو واضح کرتے ہیں:

هو علم يعنى ببيان معانى الكلمات الغامضة فى الحديث، وهوبدوره يساعد على فهم الاحاديث و استنباط مافيها من احكام ومسائل (۷)

علم حدیث میں اس فن کی معرفت بہت اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ فہم حدیث کا انحصار غریب الفاظ کی معرفت پر ہے۔اس لیے منہج النقد فی علوم الحدیث کے مصنف لکھتے ہیں:

ومعرفة معانى هذه الالفاظ علم مهم بالنسبة للمحدث، كى لايكون زاملة للاخبار لايدرى مايرويه وقد نبه العلماء على وجوب التحرى والتوقى فى بحثه ، لئلا يقع المتعرض له فى تحريف الكلم عن مواضعه والقول على الله بغير علم (۸)

اور ان الفاظ کی معرفت محدث کے لیے اہمیت کا حامل علم ہے ایسا نہ ہو کہ ان کے معانی مخفی رہیں اور محدث کو یہ پتہ نہ چلے کہ وہ کیا روایت کر رہا ہے اور علما نے اس بحث میں (چھان بین) جرح وتعدیل کے وجوب پر متنبہ کیا ہے تا کہ کہیں کوئی تحریف کلام اللہ اور افتراء علی اللہ کا مرتکب نہ ہو جائے۔

ابن الصلاح کی یہ عبارت بھی قابل توجہ ہے:

هذا فن مهم يقبح جهله باهل الحديث خاصة، ثم باهل العلم عامة ۔ والخوض فيه ليس بالهين، والخائض فيه حقيق بالتحرى جدير بالتوقى۔(۹)

یہ ایک ایسا اہمیت کا حامل فن ہے جس سے لاعلمی خرابی ہے محدثین کے لیے خصوصاً اور اہل علم کے لیے عموماً اور اس میں غور اور گہرائی میں جانا آسان نہیں اور جو اس میں غور وخوص (تحقیق) کرنے والے ہیں وہی اس میں ترجیح وتردید کرنے کے لائق ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ علماء غریب لفظ کا معنی بتانے میں بڑی احتیاط برتتے تھے۔اس حوالہ سے علماء نے حدیث کے جلیل القدر امام احمد بن حنبلؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ کسی نے ان سے حدیث میں کسی غریب لفظ کی بابت دریافت کیا تو

آپ نے فرمایا:

سلوا أصحاب الغريب، فانى أكره أن أتكلم فى قول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم بالظن، فأخطى(۱۰)

اسی طرح اصمعی سے حدیث مبارکہ الجار احق بسقبه کا معنی پوچھا گیا تو کہا:

أنالاأفسّرحديث رسول اللّٰه صلى الله عليه وآله وسلم ولكن العرب تزعم أن السقب اللزيق(۱۱)

اس احتیاط سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ فن کس قدر مشکل اور اہم ہے۔ ابوعبیدہ القاسم بن سلام (۲۲۴ھ) نے اپنی کتاب غریب الحدیث کے بارے میں لکھا کہ اس پر چالیس سال صرف کیے، وهو كان خلاصة عمرى(۱۲)

ضمناً یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ "الحديث من الغريب" اور "غريب الحديث" میں فرق ہے۔ ان دونوں کی وضاحت عبدالماجد غوری نے ھروی کے مقدمۃ التحقیق کے حوالے سے کی ہے، اس عبارت سے دونوں میں فرق کے علاوہ غریب الحدیث کی ایک جامع تعریف بھی سامنے آئے گی۔

الغريب من الحديث وهو:

دراسة متصلة بالسند غالباً، وقد تتصل بالمتن من حيث الزيادة أوالاختلاف فى الرواية، ويعرفه علماء الحديث بانه: ماينفرد بروايته او رواية زيادة فيه راوواحد، فى اى موضع وقع التفرد به من السند، سواء اكان ذلك الانفرادبالمتن ام بالسند غريب الحديث وهو، تفسير و توضيح ماجاء فى احاديث رسول اللّٰه صلى الله عليه وآله وسلم ، واحاديث اصحابه وتابعيهم رضى الله عنهم، من الفاظ غريبة وكلمات مشكلة ، والتعريف بمعانيها، وضبط بنيتها، والوقوف على تصريفها واشتقاقها، وتاليف حروفها(۱۳)

غریب کی معرفت کے لیے ہمیں لغت کا سہارا لینا پڑتا ہے، عرب کے محاورہ سے آگاہی حاصل کرنی پڑتی ہے۔ عرب کے لہجے اور الفاظ کے معانی میں تنوع کو بھی پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ ان ساری علمی وفنی کوششوں کے ساتھ ساتھ غریب الفاظ کی معرفت ایک مضمون کی تمام روایات کو اکٹھے کرنے سے بھی ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں اگر ایک لفظ استعمال ہوا ہے تو کسی دوسرے راوی نے دوسرا لفظ استعمال کر دیا جس سے غموض دور ہوگیا۔ اس کے لیے دی گئی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(i) صحیح بخاری میں ہے:

من اغتسل یوم الجمعة غسل الجنابة ثم راح فکانماقرب بدنة (۱۴)

البدنۃ کا اطلاق اونٹ اور گائے دونوں پر ہوتا ہے۔مصنف عبدالرزاق کی روایت سے البدنہ کی وضاحت ہوتی ہے۔اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فله من الاجر مثل الجزور ''اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملے گا''۔

(ii) صحیح بخاری کی دوسری روایت میں ہے:

صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی جنب۔(۱۵)

کھڑے ہوکر نماز پڑھو، اگر نہ کھڑے ہوسکو تو بیٹھ کر ورنہ لیٹ کر پڑھو۔

جنب کی وضاحت سنن دارقطنی کی اس روایت سے ہوتی ہے:

علی جنبه الأیمن مستقبل القبلة بوجهه.

غریب الحدیث پر تصانیف

غریب الحدیث: پر پہلی کتاب ابوعبیدہ معمر بن المثنی (م:۲۱۰ھ) کی ہے بعض محققین کا خیال ہے کہ پہلی تصنیف نضر بن شمیل (م:۲۰۳) کی ہے۔البتہ یہ دونوں کتابیں مختصر ہیں۔آج تک اس موضوع پر تالیفات کا سلسلہ جاری ہے۔چند کتب درج ذیل ہیں۔

(۱) غریب الحدیث: ابوعبید القاسم بن سلام الھروی (م:۲۲۴)

(۲) غریب الحدیث: ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری (م:۲۷۶)

(۳) الدلائل فی غریب الحدیث: قاسم بن ثابت العوفی السرقسطی (م:۳۰۲

(۴) غریب الحدیث: ابوسلیمان حمد بن محمد (م:۳۸۸ھ)

(۵) کتاب الغریبین: احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن الباشانی (م:۴۰۱)

(۶) تفسیر غریب مافی الصحیحین: ابونصر محمد بن فتوح الازدی (م:۴۸۸ھ)

(۷) مشارق الانوار علی صحاح الآثار: قاضی عیاض بن موسیٰ (م:۵۴۴)

(۸) مجموع غرائب الحدیث: عبدالکریم بن محمد (م:۵۶۲)

(۹) المجموع المغیث فی غریبی القرآن و الحدیث: ابوموسیٰ محمد بن ابوبکر الاصبھانی (م:۵۸۱ھ)

(۱۰) الفائق فی غریب الحدیث، محمود بن عمر الزمخشری (م:۵۸۳ھ)

(۱۱) غریب الحدیث: حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی (م:۵۹۷ھ)

(۱۲) النهاية فی غريب الحديث: والاثر: المبارک بن محمد المعروف بابن الاثیر (م:۶۰۶ھ)

(۱۳) منال الطالب فی شرح طوال الغرائب: ایضاً

(۱۴) المجرد لغة الحديث: عبداللطیف بن یوسف (م:۶۲۹ھ)

(۱۵) مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزيل ولطائف الاخبار: محمد طاہر پٹنی (م:۹۸۶ھ)

(۱۶) تفسير غريب الحديث مرتبا على الحروف: ابن حجر العسقلانی

(۱۷) الجامع فی غريب الحديث:

مقالات:

مختلف عرب جامعات میں اس موضوع پر ایم اے رپی ایچ ڈی سطح کے مقالات بھی لکھے گئے ہیں ایسی ہی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(i) التاويل فی غريب الحديث من خلال كتاب "النهاية" لابن الاثير: عرض ونقد

(ii) التنبيه على أخطاء الغر يبين (مقالہ نگار: علی بن عمر السحیانی، جامعۃ الامام الریاض، برائے ایم اے)

(iii) دراسات فی غريب الحديث (بدر الزمان محمد شفیع الیبہالی، الجامعۃ الاسلامیہ المدینہ المنورۃ، ایم اے)

(iv) علم غريب الحديث: ماهيته وتاريخه و مولفوه والمخطوطات الموجودةمنه فی مكتبات استانبول (ولی کانچال، جامعہ مرمرۃ، استنانبول، برائے ایم اے)

(v) الغرابة فی الحديث النبوی: دراسة لغوية تحليلية فی ضوء ما أورده أبوعبيد فی غريب الحديث

(vi) غريب الحديث حتى نهاية القرن السادس الهجری: دراسة لغوية تحليلية (ابراہیم یوسف عبدالقادر، جامعۃ القاہرہ، قاہرہ برائے ڈاکٹریٹ)

(vii) غريب الحديث: رجاله ومنا هجهم من بداية القرن الثانی الى القرن السابع الهجری (عدنان سالم محمد البشیر الرومی برائے ڈاکٹریٹ)

(viii) غريب الحديث النبوی: لغته، تاريخه، وتصنيفه و معاييره (نعمان احمد العلی جامعۃ الیرموک برائے ایم اے)

(ix) مجمع الغرائب و منبع الرغائب فی غريب الحديث

(x) مجموع غرائب الحديث (عبدالغافر بن اسماعیل الفارسی، جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ، برائے ایم۔اے)(۱۶) مجمع بحار الانوار

درج بالا کتب میں سے صرف شیخ محمد طاہر پٹنی (م:۹۸۶ھ) کی مجمع بحار الانوار کے امتیازات نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کیوں کہ یہ کتاب علمائے برصغیر کا اہل اسلام کو ایک عظیم تحفہ ہے۔

اس کتاب کا اصل اور مکمل نام مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار ہے مگر اختصار اور عرف کی بنا پر عموماً لوگوں نے پورا نام لکھنے کے بجائے صرف مجمع البحار لکھا ہے، یہ مصنف کی سب سے اہم اور مہتم بالشان کتاب ہے، ان کا بیان ہے کہ اس کی بنیاد نہایہ ابن اثیر اور ناظر عین الغریبین پر رکھی ہے، یہ ایک جامع لغت ہے جس میں کلام مجید اور حدیث کے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق کی گئی ہے، یہ کتاب اگرچہ مشکل اور غریب الفاظ حدیث کی توضیح کے لیے لکھی گئی ہے اور اس لحاظ سے یہ واقعتہ عدیم المثال ہے مگر مصنف نے چونکہ ان حدیثوں کو بھی نقل کر دیا ہے جن میں یہ الفاظ مذکور ہیں، اس طرح یہ حل لغات کے علاوہ حدیثوں کی عمدہ شرح وتفسیر بھی ہے، اسی لیے علمائے فن نے اس کو صحاح ستہ کی شرح بھی کہا ہے۔

کتاب کے اسلوب اور خصائص کی وضاحت کرتے ہوئے ضیاء الدین اصلاحی نے لکھا: ''کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے علم حدیث کی اہمیت بیان کی ہے اور غرائب پر قدیم مصنفین اور علمائے اسلام کے اعتنا اور کتابیں لکھنے کا ذکر کیا ہے پھر خود اس موضوع پر یہ کتاب لکھنے کی وجہ اس کی نوعیت اور وہ اصول تحریر کیے ہیں جن کو اس کتاب میں مدنظر رکھا ہے، کتاب کے آخر میں مصطلحات حدیث کی وضاحت اور سادات کی تاریخ درج ہے ذیل میں اس کی چند نمایاں خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) یہ اپنے موضوع پر اہم اور حاوی ہونے کے علاوہ احادیث کی تشریح وتفسیر کے لحاظ سے بھی نہایت مفید، کار آمد اور بلند پایہ کتاب ہے۔

(۲) ابن اثیر کی نہایہ اس موضوع پر بے نظیر کتاب خیال کی جاتی ہے، مجمع البحار میں اس کے تمام مباحث سمیٹ لیے گئے ہیں اس کی کوئی اہم بحث شاذ ونادر ہی اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہے البتہ جو باتیں زیادہ مشہور ہیں انہیں اس میں قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ النہایہ کے علاوہ بھی اس فن کی اہم تصانیف کی مندرجات اور مفید بحثوں کو بھی اس میں نقل کیا گیا ہے۔

(۳) اس موضوع پر اس سے پہلے جو کتابیں لکھی گئی ہیں یہ ان سب کی جامع بھی ہے اور ان پر اضافہ بھی ہے۔ کیونکہ اس میں متعدد ایسے امور سے بھی تعرض کیا گیا ہے، جن کے ذکر سے اس فن کی دوسری کتابیں خالی ہیں۔

(۴) اوپر ذکر آچکا ہے کہ ابن اثیر کی النہایہ اس فن کی مہتم بالشان تصنیف ہے جس کے مباحث کو مجمع البحار میں سمیٹ لیا گیا ہے اس کے علاوہ اس کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں اس پر متعدد اضافے بھی کیے ہیں جیسے ابن

اثیر نے عموماً کلمات کو ضبط نہیں کیا ہے مگر علامہ پٹنی ان کے ضبط کا بڑا اہتمام کرتے ہیں اور طلبہ کی سہولت کے خیال سے لفظوں کو اسی ہیئت میں نقل کرتے ہیں جس میں وہ حدیث میں آئے ہیں، اسی طرح صاحب النہایہ مادہ کے ذکر میں حدیث میں وارد اس کے دوسرے صیغوں اور مشتقات کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں مگر صاحب مجمع البحار صیغوں اور مشتقات کا بھی ذکر کرتے ہیں، انہوں نے بعض شارحین کے حوالہ سے بھی ابن اثیر کے بیان پر اضافے کئے ہیں۔

(۵) یہ کتاب شرحوں کی کتاب کے مباحث کی جامع بھی ہے، اس موضوع کی کتابوں میں لفظ کے جو وضعی معنی بیان کئے گئے ہیں ان سے واقفیت کے بعد بھی حدیث کے مفہوم میں اشکال باقی رہتا ہے جس کے حل کے لیے کتب شروح کی احتیاج رہ جاتی ہے لیکن اس کتاب کا مطالعہ شروح سے بے نیاز کر دیتا ہے کیونکہ مصنف ان امور کو بھی بیان کرتے ہیں جو شرحوں میں مذکور ہیں۔

(۶) غریب الحدیث کے مصنفین نے ان لفظوں کے معنی نہیں لکھے ہیں جن کے وضعی معنی معلوم ومشہور ہیں لیکن مجمع البحار میں اسے اس لیے نقل کیا گیا ہے کہ بحث حدیث میں اس لفظ کی تاویل کسی خاص نوعیت کی ہوتی ہے۔

(۷) معنی حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے وہ شارحین کے بیان پر اضافہ بھی کرتے ہیں اس لحاظ سے یہ عام شرحوں پر بھی یک گونہ اضافہ ہے۔(۱۷)

فہم حدیث میں غریب الحدیث کی اہمیت:

عربی زبان کی وسعت و جامعیت ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث کے معانی و مفاہیم اور دلالت کی وضاحت اس علم کے سمجھے بغیر ممکن نہیں ہے۔

غریب الحدیث کی معرفت حدیث کے مفاہیم ومطالب کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔ مفاہیم کا یہ فرق مختلف اعتقادی اور فقہی مکاتب کو بھی جنم دیتا ہے۔ غریب لفظ کی وضاحت سے محدثین کے ہاں مطالب میں کیا فرق پڑا ہے، کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱) لیس منّا من لم یتغنّ بالقرآن میں تغنی کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن حجر مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد ان میں تطبیق دیتے ہیں۔

(i) تغنی سے استغناء مراد ہے۔ استغنا بالقرآن سے مراد اور اس کے دو مفہوم ہیں۔

(ا) استغناء عن أخبار الأمم الماضية

(ب) استغناء عن إكثار الدنيا

(ii) اس سے تشاغل مراد ہے۔ عرب کہتے ہیں: تغنی بالمکان: جب آدمی اس میں قیام اور شغل اختیار کرے۔ مطلب یہ کہ جو قرآن کے ساتھ شوق اور شغل نہ رکھے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔

(iii) اس کا معنی تلذذ اور حلاوت کا احساس بھی ہے۔ یعنی جو آدمی قرآن کریم کی تلاوت کی لذت محسوس نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

(iv) اس سے مراد تحسین صوت ہے۔ لفظوں کی درست ادائی اور لہجے کی صحت اس میں شامل ہے۔

ان معانی میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

والحاصل أنه يمكن الجمع بين أكثر التاويلات المذكورة ، وهوأنه يحسن به صوته جاهرا به مترنّما على طريق التحزن، متغنيابه عن غيره من الأخبار، طالبا به غنى النفس، راجيا به غنى اليد، وقد نظمتُ ذلك في بيتين:

تغن بالقرآن حسن به الصو ت حزينا جاهراً رنم

واستغن عن كتب الألى طالباً غنى يد والنفس ثم الزم (۱۸)

ان میں سے جو بھی مفہوم اختیار کریں فہم حدیث پر اس کا اثر پڑتا ہے اسی لیے علامہ ابن حجر نے ان میں تطبیق کی کوشش کی۔

(۲) أما صمت سَرَرَ هذا الشهر (۱۹)

میں ''سرر'' کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سعیدی لکھتے ہیں: اس کا مادہ ''ستر'' سے اس کا معنی چھپنا اور پوشیدہ ہونا ہے، جمہور علماء نے کہا: اس سے مراد مہینہ کے آخری ایام ہیں کیونکہ ان دنوں میں چاند چھپا ہوا ہوتا ہے اور بعض نے کہا: اس کا مادہ سرۃ ہے، اس کا معنی ناف ہے اور اس سے مراد مہینہ کی درمیانی تاریخیں ہیں یعنی ایام بیض تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخیں لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ تاریخ ہے۔ (۲۰)

غریب کی وضاحت سے یہاں فقہی مسئلہ مختلف فیہ ہوا۔

(۳) صحیح بخاری کی تیسری حدیث غار حرا میں نزول وحی سے متعلق ہے۔ حدیث کے الفاظ حتی جاءہ الحق میں حق کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ طیبی لکھتے ہیں:

(i) أمر الحق وهوالوحی

(ii) رسول الحق وهوجبريل عليه السلام (۲۱) علامہ بلقینی نے حق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

''الأمر البين الظاهر'' أوالمراد الملك بالحق أى الأمر الذى بعث به۔ (۲۲)

(۴) کانوایشترون الطعام من الرکبان ۔(۲۳)

رکبان کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

وهم الجماعة من أصحاب الإبل في السفر، وهو جمع: راكب ، وهوفي الأصل يطلق على راكب الإبل خاصة ، ثم اتسع فيه فأطلق على كل من ركب دابة (۲۴)

اس حدیث میں الرکبان کا لفظ ہے، اس کا معنی ہے: اونٹوں پر سفر کرنے والوں کی جماعت یہ لفظ راکب کی جمع ہے اور اصل میں اس کا اطلاق اونٹ کے سوار پر ہوتا تھا، پھر اس کا اطلاق ہر سواری کے سوار پر کیا جانے لگا۔

اسی باب کی ایک حدیث میں بیداء کا لفظ ہے۔(۲۵)اس کی وضاحت علامہ عینی نے ان الفاظ میں کی ہے: وهى فى الأصل المغازة التى لاشىء فيها وهى فى هذا الحديث اسم موضع مخصوص بين مكة والمدينة ۔(۲٦)

ان حادیث میں غریب کے لغوی اور عرفی مفہوم میں فرق واضح ہوتا ہے ان احادیث سے غریب لفظ کے لغوی مفاہیم کے علاوہ ان کے عرفی استعمال کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

(۵) صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے: يغزو جيش الكعبة

علامہ سعیدی لکھتے ہیں: شیخ تقی عثمانی نے اس کے معنی میں لکھا ہے: ایک راہ زن کعبہ کے اوپر حملہ کرے گا (۲۷) یہ غلط ہے کیونکہ جیش کا معنی لشکر ہے جیسا کہ علامہ عینی نے لکھا ہے، اس کا معنی راہ زن یا ڈاکو نہیں ہے۔(۲۸)

غریب کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے مفہوم حدیث ترجمہ پر جو اثر پڑتا ہے وہ دونوں معاصر علماء کی ان توضیحات سے واضح ہوتا ہے۔

درج بالا معروضات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ معرفت مفہوم حدیث کے لیے غریب الحدیث سے واقفیت از بس ضروری ہے۔ یہ علم حدیث سے اخذ ہونے والے تمام مسائل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لیے علماء نے اس فن پر کتب رمقالات تحریر کیے اور برصغیر بھی اس حوالہ سے اسلامی دنیا میں ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مصطفیٰ بابی الحلبی، قاھرہ، ۱۹۵۰ء، جلد اول، ص: ۴۴

(۲) احمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث، ۷۳۹۷ (مسند ابو ہریرہ)

(۳) امین قلعجی، عبد المصطفیٰ، مقدمہ غریب الحدیث از ابن جوزی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۴ جلد اول، ص: ۵
یہاں قاضی عیاض کے الفاظ کا ترجمہ بھی قابل مطالعہ ہے:
رسول اکرم ﷺ فصاحت زبان اور بلاغت کلام میں ایسے بلند مقام اور اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے جہاں سلاست طبع، فصاحت کاملہ، ایجاز، موزوں الفاظ کا انتخاب، جزالت کلام، صحت معانی اور قلب تکلف، کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم بھی عطا کئے گئے تھے اور نادر حکمتوں کے ساتھ آپ مخصوص کئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عرب کی تمام (مختلف) زبانیں سکھادی تھیں، اور آپ ہر قوم سے اسی کی زبان میں خطاب فرماتے تھے اور اسی قبیلے کے محاورے میں گفتگو فرماتے تھے، یہاں تک کہ بعض صحابہ کرام کسی اور موقع پر آپ سے اس کلام کی شرح دریافت فرماتے اور آپ کے ارشاد گرامی کی توضیح کے خواستگار ہوتے، جس نے آپ کی احادیث وسیرت میں غور وفکر کیا ہے، اس پر یہ بات واضح ہوگئی ہے اور یہ حقیقت سامنے آگئی ہے، آپ کا کلام جیسا قریش، انصار، اہل حجاز واہل نجد کے ساتھ ہوتا تھا ویسا انداز کلام اس وقت نہیں ہوتا تھا جب آپ ذی المشعار ہمدانی، طہفۃ النہدی، قطن بن حارثہ، اشعث بن قیس اور وائل بن الحجر الکندی سے گفتگو کے وقت اختیار فرماتے تھے جو حضر موت اور یمن کے رؤساء اور امراء میں سے تھے۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد اول، ص: ۴۴)

(۴) السمعانی، ابو منصور محمد بن عبد الجبار، تحقیق محمد بن سعد، مکہ مکرمہ، ۱۴۲۸ھ، جلد اول: صفحہ: ص

(۵) ایضاً صفحہ: ص

(۶) ایضاً

(۷) الخیر آبادی، ڈاکٹر محمد ابو اللیث، علوم الحدیث اصیلها و معاصرها، ص: ۲۹۷

(۸) عتر، ڈاکٹر نور الدین، منهج النقد فی علوم الحدیث، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۷ء، ص: ۳۳۳

(۹) ابن صلاح، علوم الحدیث، دار ابن ابن عفان، مصر، ۲۰۰۸، جلد ۴، ص: ۴۰۹

(۱۰) ایضاً

(۱۱) ایضاً

(۱۲) منهج النقد فی علوم الحدیث، ص: ۳۳۷

(۱۳) الغوری،سید عبدالماجد مصادر الحدیث ومراجعہ،دارابن کثیر بیروت،۲۰۱۰،جلد۲ص:۱۵۰

(۱۴) بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح کتاب الجمعۃ ، باب فضل الجمعۃ ،رقم الحدیث (۸۸)

(۱۵) ایضاً، ابواب تقصیر الصلوٰۃ ، باب اذالم یطق قاعدا صلی علی جنب،رقم الحدیث،۱۱۱۷

(۱۶) اس فہرست کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

(i) مصادر الحدیث: سید عبدالماجد

(ii) المعجم المصنف لمولفات الحدیث الشریف:محمد خیر رمضان یوسف

(iii) المعجم العربی نشأتہ وتطورہ: دکتور حسین نصار

(۱۷) اصلاحی،ضیاء الدین ، تذکرۃ المحدثین ، دارالمصنفین اعظم گڑھ،۲۰۰۶ء،جلد۳،ص:۱۶۳،۱۶۶، ۱۶۷

(۱۸) العسقلانی،ابن حجر، فتح الباری،دارالکتب العلمیۃ بیروت،۲۰۰۰ء/۱۵۲۱ھ،جلد۱۱،ص:۸۸

(۱۹) الجامع الصحیح، کتاب الصوم، باب الصوم اخر الشھر ،رقم الحدیث:۱۹۸۳ء

(۲۰) سعیدی،غلام رسول ، نعمۃ الباری،فرید بک سٹال لاہور،۲۰۰۸،جلد۴،ص:۵۰۳

(۲۱) طیبی،حسین بن محمد، شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱ء/ ۱۴۲۲ھ جلد۱۱،ص:۴۶

(۲۲) فتح الباری،جلد۱۵،ص:۴۴۱

(۲۳) الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق ،رقم الحدیث:۲۱۱۸

(۲۴) عینی ،بدرالدین، عمدۃ القاری،دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱ء/۱۴۲۱ھ جلد۱۱،ص:۳۴۴

(۲۵) ایضاً

(۲۶) عمدۃ القاری ،جلد۱۱،ص:۳۳۷

(۲۷) انعام الباری جلد۲،ص:۲۲۹

(۲۸) یقصد عسکرمن العساکر تخریب الکعبۃ عمدۃ القاری جلد۱۱،ص ۳۳۷/ نعمۃ الباری جلد۴،ص:۶۷۱۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆